حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلوی صدیقی مدظلہٗ۔ کراچی

# انسانِ کامل

## حضور اقدس ﷺ کی بے نظیر کامیابی

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہی کے جسم سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ پھر ان دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق قائم فرمایا۔ دنیا میں جتنے انسان گذر چکے ہیں اور جو موجود ہیں نیز جو قیامت تک پیدا ہوں گے وہ سب حضرت آدم علیہ السلام ہی کی اولاد اور انہی کی نسل سے ہیں۔ آدمی کرۂ ارض کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ اور ان کے درمیان جسمانی، فکری، مزاجی، اخلاقی اور مختلف اعتبارات سے بہت اختلاف ہے۔ ان میں قوی، ضعیف، کالے گورے، ذہین، غبی، عالم، جاہل، مومن، کافر سب ہی موجود ہیں۔ ان کے مختلف افراد اور مختلف گروہوں کے درمیان اس قدر اختلافات ہیں کہ جن کا استقرار غیر ممکن ہے۔ بلکہ غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ ہر فرد انسانی ایک مخصوص نوع ہے جس کا مصداق صرف ایک ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ وہ دین اسلام کے معلم اور مبلغ تھے۔ آنحضرت ؑ نے اپنی اولاد کو دین اسلام ہی کی تعلیم دی۔ اور مدت دراز تک اولادِ آدم علیہ السلام کا دین ایک ہی رہا یعنی سب کے سب مسلم تھے۔ حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کے انتقال کے بعد ان کی اولاد کرۂ ارض پر پھیل گئی۔ اور مختلف گروہ زمین کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ جب کئی پشتیں گذر گئیں اور زمان و مکان کے بکثرت حجابات بیچ میں حائل ہو گئے تو رفتہ رفتہ آنحضرت ؑ کی تعلیم کے نقوش ذہنوں میں دھندلے پڑ گئے۔ پھر ماحول، نفسی کمزوریوں اور ابلیس و ذریت ابلیس کے اثر سے بالکل ہی محو ہو گئے اختلاف ملل و مذاہب کا یہی نقطہ آغاز ہے۔ صراط مستقیم سے بھٹک کر لوگوں نے مختلف راہیں اختیار کر لیں۔ مذاہب باطلہ کی تاریخ اس دور سے شروع ہوتی ہے جب کہ اسلام کی تاریخ فرش زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے مبارک قدم رکھنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ

سب آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے

الحق



النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ
مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ
النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ (بقرہ پ۲ ع۱۰)

پیغمبروں کو بھیجا جو خوشخبری سناتے تھے اور
ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ کتابیں بھی ٹھیک طور
پر نازل فرمائیں۔ اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ ان کے
امور اختلافیہ میں فیصلہ فرمادیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بھی انبیاء مبعوث ہوئے اور انہوں نے بھی اولاد آدم علیہ السلام کی تربیت فرمائی۔ پھر
ایک زمانہ ایسا آیا کہ کوئی نبی موجود نہ تھا اور انسانوں کے مختلف گروہ اختلاف عقائد و اعمال میں مبتلا ہوگئے۔ لہٰذا پھر
اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل فرمائیں۔ تاکہ اختلاف کا فیصلہ ہوکر حق واضح ہوجاتے۔
حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مستقبل میں انہیں تاج خلافت سے سرفراز کرنے کی خبر
فرشتوں کو سنائی۔ ارشاد ہوا۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه (بقرہ) تحقیق میں زمین پر ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔

پھر فرشتوں پر ان کی فضیلت علمی اور اپنی بارگاہ عالی میں ان کا درجۂ قرب ظاہر فرماکر ملائکہ سے ان کے کمال اور ان کی
فضیلت کا اعتراف بصورت سجدہ کرایا۔ نیز اس منصب کے ساتھ ان کی مناسبت خاص واضح فرمادی۔ بالآخر انہیں اپنا
خلیفہ مقرر فرماکر زمین پر اتار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو وحی حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ آں حضرت نے اس کی تبلیغ و تعلیم
اور اس میں مندرجہ احکام کی تنفیذ فرمائی۔ خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کے یہی معنی ہیں۔ آں حضرتؑ کی اولاد میں بکثرت انبیاء
علیہم السلام ہوئے اور ہر ایک نے یہی کام کیا۔

**نبی کے سوا کوئی خلیفۃ اللہ نہیں ہوتا**

کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کا خلیفہ کہنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ
اصل شخص سے براہِ راست کسی کام کو معلوم کرکے اس کی مرضی کے مطابق انجام دے۔ اس کے پیش نظر خلیفۃ اللہ اس
ہستی کو کہیں گے جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم و احکام حاصل کرکے ان کی تبلیغ و تنفیذ کرے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ
انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ شانہ سے براہ راست علم و احکام نہیں حاصل کرسکتا۔ وحی الٰہی بنی نوع
انسان میں حضرات انبیاء و مرسلین ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ کسی کو صاحب وحی کہنے کے معنی اسے نبی کہنے کے ہیں علیٰ
ہذا نبی اسی کو کہتے ہیں جو صاحب وحی ہو۔ یعنی اسے دین و شریعت کا علم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوا ہو۔ اس لئے
"نبی" کے سوا کوئی "خلیفۃ اللہ فی الارض" نہیں ہوسکتا۔ ہر انسان یا ہر مسلمان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کہنا بالکل غلط
ہے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے پوری نوع انسانی کو بحیثیت نوع یہ شرف حاصل ہوا۔ مگر اس کا یہ مطلب
نہیں کہ ہر فرد اس منصب جلیل پر فائز ہے۔
اس شرف کی مثال ایسی ہے کہ ہندوستان پر مغل حکمران رہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر مغل فرماں روا

ہو گیا تھا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مغل قوم کو حکومت حاصل ہوئی تھی۔ یعنی اس کے چند افراد صاحب تخت و تاج ہوئے مگر ان کی وجہ سے شرف پوری قوم کو حاصل ہوا۔

**کمال انسانیت کی حقیقت** کسی چیز کو کامل اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اپنی تخلیق اور پیدائش کا اصل مقصد پورا کرتی ہے۔ کامل غذا وہ ہے جو بدن کے جملہ تحلیل شدہ اجزا کا بدل ہو سکے۔ کسی مرض کی کامل دوا اس دوا کو کہتے ہیں جو اسے پورے طور پر دفع کر سکے۔ غذا کیسی ہی لذیذ ہو مگر تحلیل شدہ اجزائے بدن کی تلافی نہ کر سکے۔ یا صرف بعض کا بدل ہو سکے تو اسے کامل غذا نہیں کہہ سکتے۔ جس دوا سے مرض پورے طور پر زائل اور صحت کلی حاصل ہونا ممکن نہ ہو اسے دوائے کامل نہیں کہا جا سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی خوش گوار کیوں نہ ہو۔ اس طرح انسان کامل اس کی جسامت، جسمانی صحت و قوت، ذہانت و فطانت کے کمال کا نام نہیں بلکہ انسان کامل وہ ہے جو اپنی تخلیق اور اپنے وجود کے مقصد کو پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کرنے ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

انسان کے وجود اور اس کی تخلیق و پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے۔ جس کے لئے اطاعت لازم ہے اور معرفت جس کا ثمرہ ہے پھر یہاں عبادت کے معنی مخصوص ہیئات واذکار تک محدود نہیں بلکہ پوری زندگی اور زندگی کے ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنا لینا مراد ہے۔ اسی کی تعلیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور سب انبیاء کے آخر میں خاتم النبیین افضل المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس لئے ہر زمانہ میں اپنے زمانے کے نبی کی اتباع اور پیروی ہی اس مقصد کے حصول کا ذریعہ رہی۔ اور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے سوا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ انسان کا کمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی ہے۔ جو شخص آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرے وہی کامل انسان ہے۔

انبیاء علیہم السلام کامل ترین انسان ہونے کے ساتھ کامل گر بھی تھے۔ بلکہ عام انسان کو ان کے کمال مطلوب تک پہنچانا ہی ان کا مقصد بعثت تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے اور انہوں نے لاکھوں کو کامل بنا دیا۔ آخری نبی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا ہزاروں کو کامل بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب، اپنی سنت کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد کامل انسان بطور نمونہ و معیار چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ قیامت تک ہونے والا ہر مومن صحابہ کرامؓ کے نمونے کے مطابق کتاب و سنت کی اتباع کامل کر کے انسان کامل بن سکتا ہے۔ چنانچہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کامل انسان تھے اور ان کے

بھی اس امت میں لاکھوں کروڑوں کامل انسان ہوئے اور ہوتے رہیں گے جنہیں ہم اولیاء اللہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں
اہل ایمان کو کامل انسان بنانے کا وصف ہر نبی علیہ السلام میں موجود تھا۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ
وصف عالی سب سے زیادہ تھا۔ اور بلاشبہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سب انبیاء و مرسلین سے زیادہ اس
مقصد میں کامیاب ہوئے۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتمع صحابہ لیے ان کے ہر فرد کو انسان کامل بنا دیا۔ اور ایسا کامل بنایا کہ ان کے کمال
انسانیت میں شک کرنے والا شخص کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے کمال کی سند خود اللہ تعالیٰ نے
اپنے کلام مجید میں عطا فرمائی ہے اور انہیں

اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ — یہی لوگ (صحابۂ کرام) بہترین خلائق ہیں

اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (البینۃ) — اللہ تعالیٰ ان سے (صحابہؓ سے) اور وہ (صحابہ) اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں۔

کا تمغہ عطا فرمایا۔

صرف اسی مقام پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اتنی کثرت و تکرار کے ساتھ بیان فرمائے
گئے ہیں کہ صرف ان آیات کو جمع کرکے مجتمع صحابہ اور ان کے دور کی تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کے مرتبہ کو تو کوئی غیر صحابی نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن نفس کمال انسانیت صرف ان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ البتہ
کمال کا ایک اعلیٰ درجہ انہی کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی امتی کو نہیں حاصل ہو سکتا۔

اس درجہ علیا کو مستثنیٰ کرکے کمال کا ہر درجہ ہر مومن کو حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کتاب و سنت کی نور سے ہدایت
پا کر صحابہ کرام کے بعد بھی اس امت میں لاکھوں افراد کامل انسان بن چکے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں۔ اسی طرح قیامت تک
ہوتے رہیں گے۔ اس لئے کسی فرضی کامل انسان کا انتظار فہم سلیم اور عقل سلیم سے تہی دستی کی علامت ہے بلکہ اس انتظار
لاحاصل کے بجائے خود کامل بننے کی کوشش کرنا چاہیے۔

**خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر کامیابی** سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اصل مقصد بعثت ایک ہی
تھا۔ یعنی عبد و معبود کا تعلق استوار کرنا۔ اور یہی کمال انسانیت ہے۔ اس میں سب انبیاء و مرسلین علیہم السلام کامیاب
ہوئے۔ لیکن جو کامیابی خاتم المعصومین سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی وہ اپنی جگہ بے نظیر
و بے مثال ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت سے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک ایسی نئی قوم اور امت
وجود میں آگئی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے "خیر اُمۃ" کا خطاب عطا فرمایا۔ جس کا ہر فرد ولی کامل اور ولایت عظمیٰ کے ایسے درجہ پر
فائز تھا جس پر ان کے بعد نہ اب تک کوئی فائز ہو سکا ہے۔ اور نہ قیامت تک کوئی فائز ہو سکتا ہے۔

تزکیہ وتکمیل کا عمل فرد تک محدود نہ تھا۔ معاشرے اور "مجتمع" کے تزکیہ اور اس کی تکمیل میں جو کامیابی افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ وہ بھی بے نظیر و بے مثال ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل مدت میں ایک پوری قوم ایسی تیار فرما دی جو بحیثیت قوم اور مجتمع بھی کامل تھی۔ اور بحیثیت انفرادی بھی اس کا ہر فرد کامل تھا۔

<u>نظام کامل</u> کوئی مجتمع "اس وقت تک کامل نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ ایک نظام کامل کا حامل نہ ہو۔ نبی اکرم خاتم المعصومین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک نئی امت تیار فرمائی۔ اور نظام کامل کے ساتھ ایک جدید "مجتمع" وجود میں لائے۔ مکمل انصاف اور عدل کامل اس نظام کا اہم جزو ہے۔ سید العارفین صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل کامل کی تعلیم دی اور عملاً اسے قائم فرمایا۔

معاشرے میں جو عدل وانصاف سید العارفین صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا وہی عدل وانصاف کا حقیقی معیار ہے۔ عدل وانصاف اسی چیز کا نام ہے جو اس نمونہ کے مطابق ہو۔ اور اس معیار پر پورا اترے۔ جو اس کے مطابق نہ ہو وہ عدل وانصاف نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عدل وانصاف کا عملی ظہور نسبتاً وسیع پیمانہ پہ حضرات خلفائے راشدین کے عہد معدلت مہد میں ہوا۔ اس لیے وہ بھی عدل مسنون اور معیار انصاف ہے۔ جو عمل اس نمونہ کے خلاف ہو اسے عدل وانصاف نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ یقیناً ناانصافی اور ظلم ہو گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اقامت عدل میں معاذ اللہ ناکام کہنا اور کسی مفروضہ مہدی سے اس میں کامیابی کی آس لگانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کھلا کفر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ (الحدید)

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمائی تاکہ لوگ قائم ہوں عدل وانصاف پر۔

اس سے معلوم ہوا کہ عدل قائم کرنا انبیاء علیہم السلام کے مقاصد میں داخل تھا۔ اس لیے کسی نبی علیہ السلام کو اس مقصد میں ناکام سمجھنا ضلال مبین اور زندقہ ہے۔ چہ جائیکہ سید الانبیاء و افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ناکام کہنا۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقاصد بعثت میں سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ عدل وانصاف کا کمال یہی ہے کہ وہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے نمونے کے مطابق ہو۔ بلکہ عدل وانصاف اسی کا نام ہے جو طریقہ خاتم المعصومین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریقے کے مطابق نہ ہو۔ وہ عدل وانصاف کے نام سے موسوم ہونے کا قطعاً مستحق نہیں ہو سکتا۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋